ڈاکٹر طارق جاوید
شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
شاہزانہ اشفاق
ویزٹنگ لیکچرار، فاطمہ جناح یونیورسٹی، راولپنڈی

اقبال شناسی کی روایت میں مجلہ "فکر و نظر" کا کردار

Dr. Tariq Javed
Department of Iqbal Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad.
Shahzana Ashfaq
Visiting Lecturer, Fatima Jinah University, Rawalpindi.

The role of "Fikr-o-Nazar" Magazine in the Tradition of Iqbalism

The purpose of this research is to highlight the services of the magazine "Fikr-o-Nazar" with reference to Iqbal. This research shows how magazines and journals have done a great job in popularizing Iqbal's thought. In this regard, old files of magazines and journals have been looked at. Covering all the articles in the magazine "Fikr-o-Nazar", it has been examined what kind of articles were being written in which era. It has also been examined how many articles were written in this magazine and in the beginning period and what is the current situation in the present period? Allama Iqbla's dream came true in the form of Pakistan. One important purpose, after Pakistan came in to being, was to illuminate Islamic creed with true Islamic discretion. "Islamic Research Institute" was brought in to enistence to attain this objective. This article is an endeavor to highlight services of magazine "Fikr-o-Nazar" promote Iqbal thought. Research has concluded that magazines and journals have played an important role in popularizing Iqbal's thought. In its first fifteen years, Fakro Nazar magazine has made a name for itself

in the field of Iqbalism by publishing various articles on Iqbal. The study also found that the magazine "Fakr-o-eNazar", which used to have a large number of excellent articles, has now seen a decline in both quality and quantity. During this study mix methodology approach is used i.e descriptive analytical and historical. This study find out the result that Magazines and Jourrnals have done a great job popularizing Iqbal's thought.

Keywords: *Allama Iqbal, Magazine, Fikr-o-Nazar, Tradion, Iqbalism, Journals*

کسی بھی قوم کے افکار کی صحیح ترجمانی اس کے مختلف اشاعتی اداروں کے زیرِ نگرانی شائع ہونے والے رسائل وجرائد کے ذریعے ہوتی ہے۔ ان مجلات میں لوگوں کی رہنمائی اور آگاہی کے لیے مدلل اور جامع مقالات اور نگارشات کو شائع کیا جاتا ہے۔ یہ نہ صرف لوگوں کو ایک دوسرے کے خیالات و نظریات وتبادلہ خیال کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں بلکہ اس سے تنقید و تحقیق کی نئی راہیں بھی کھلتی ہیں۔ زیرِ نظر موضوع میں اقبال شناسی کے حوالے سے دیگرِ رسائل و جرائد کی خدمات کے ساتھ ساتھ اسلامک انٹر نیشنل یونیورسٹی کے ایک ذیلی ادارے "ادارہ تحقیقات اسلامی" سے شائع ہونے والے مجلہ "فکر و نظر" کی خدمات کا جائزہ لیا جائے گا۔

علامہ اقبال کا کلام ان کے زمانہ طالب علمی ہی سے ملک کے مختلف جرائد میں چھپنے لگا تھا۔ ان جرائد میں ماہنامہ زمان (دہلی)،، نشور محشر (لاہور)، پیسہ اخبار (لاہور)، نیر نگِ خیال، دکن ریویو وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں شیخ عبد القادر نے لاہور میں مخزن کا اجراء کیا تو مخزن کا کوئی پرچہ علامہ اقبال کے کلام سے خالی نہ ہوتا۔ بانگِ درا کی اشاعت سے قبل اس کی بیشتر نظمیں مخزن کی زینت بن چکی تھیں۔ جولائی ۱۹۲۴ء میں لاہور سے نیر نگ خیال کا اجراء ہوا تو اس نے لکھنے والوں کا ایک مخصوص حلقہ پیدا کیا جس میں علامہ اقبال سہر فہرست تھے۔ نیر نگ خیال میں وقت کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال کی مختلف تخلیقات شامل ہوتی رہیں جیسا کہ " مکافاتِ عمل"، "ہلالِ عید"، " حیاتِ جاوداں" ، "پیامِ اقبال" اور" جوابِ خضر" شائع ہوئیں۔ علاوہ ازیں نیر نگ خیال میں علامہ اقبال کے فارسی کلام کے تراجم بھی پیش کیے گئے جن میں سعید اعجاز کا ترجمہ خصوصی توجہ کا حامل ہے۔ اس نو عمری میں اتنی عمدہ نظم و نثر لکھنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اقبال نے اپنی زندگی ہی میں بین الاقوامی شہرت حاصل کر لی۔ ان کے کلام کے بارے میں تنقیدی آراء کے ساتھ ساتھ ان کے کلام کے منظوم تراجم کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ اقبال اپنی ذات میں ایک انجمن،

ایک شعبہ، ایک دبستان کی صورت اختیار کر گئے جو "اقبالیات" کے نام سے مشہور ہوا۔"اقبالیات" اردو ادب میں تنقید و تحقیق کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔ یہ سلسلہ تقریباً ایک صدی پر پھیلا ہوا ہے۔ اقبال پر تنقیدی مضامین، تحقیقی مقالات اور کتب لکھنے کا ایک سلسلہ شروع ہوا، جن میں اقبال کے افکار کے ساتھ ساتھ ان کے فن پر بھی نئے زاویوں سے مطالعے اور جائزے کی ایک منفرد اور جداگانہ نہج سامنے آئی۔ اقبال کا نظامِ فکر توحید الٰہی اور عشق رسول ﷺ سے عبارت ہے جو انسان کی خودی کو مستحکم کر کے اس کی عظمت کو لافانی کر دیتا ہے۔ اقبال کے فکری نظام کی تفہیم ہی دراصل اقبال شناسی ہے۔ اقبال کے فلسفہ زندگی کی عظمت کا یہ ثبوت ہی کافی ہے کہ اقبال کی زندگی ہی میں اقبال فہمی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ان کے دوست، احباب اور عقیدت مندوں نے تفہیم اقبال کی ایک طرح ڈالی اور ہمارے عہد تک یہ روایت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی۔ آج دورِ حاضر میں اقبال شناسی کا علم ایک الگ اور مکمل شعبہ بن چکا ہے۔ اقبالیات کے خزینے میں سینکڑوں کتب اور ہزاروں مضامین اپنی انفرادیت کے ساتھ ساتھ لولو و مرجان کی سی شان رکھتے ہیں۔ ماہانہ نیرنگ خیال کی ۵۳ ویں اشاعت دسمبر ۱۹۷۳ء میں کامران رشید اپنی نظم اقبال میں علامہ اقبال کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

منتشر قوم کی گرتی ہوئی دیواروں کو
تیرے بر وقت تفکر نے سہارا بخشا
گنگ ماحول میں سہمے ہوئے انسانوں کو
جبر کے سامنے گویائی کا یارا بخشا (۱)

اس طرح اسی شمارے میں حیاتِ نظامی نے اپنی نظم روشنی کا پیامبر، میں اقبال کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ماہنامہ "نیرنگ خیال" کے دو گولڈن جوبلی نمبر نکلے۔ ایک ۱۹۷۸ء اور دوسرا ۱۹۸۰ء میں۔ ان گولڈن جوبلی نمبرز میں اقبال کے فکر و فن کو نمایاں کرنے کے لیے متعدد تحریروں کے علاوہ مظفر ضیاء کی ایک نظم" اقبال کے مسائل "چھپی جو خاصی شہرت کی حامل بنی۔ عہد ساز رسالہ " ادبی دنیا" کی ابتداء ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ صلاح الدین احمد اس رسالہ کے مدیر تھے جو انتظامی امور کے علاوہ اس پرچے میں ادبی و علمی و مضامین باقائدگی سے لکھتے رہے اور ایک ماہر اقبال شناس کی صورت میں سامنے آئے۔ موضوعِ اقبال پر ان کے مقالات قابلِ توجہ ہیں۔ ۱۹۵۱ء کی اشاعتِ خاص میں ان کا مقالہ " فکرِ اقبال میں وطن اور ملت کی کش مکش" شائع ہوا جس میں انھوں نے اقبال کے

نظریہ ملت کو خالص اسلامی نظریہ قرار دیا۔(۲) صلاح الدین احمد کا دوسرا مضمون " اقبال اور رومی کا ایک محبوب مشترک " بھی قابل ذکر ہے۔ ۱۹۵۱ء کے دوسرے شمارے میں عاشق حسین بٹالوی کا مضمون "اقبال کے اُستاد- سر ٹامس آرنلڈ" چھپا۔ ۱۹۶۰ء کے شماروں میں سید علی عباس جلال پوری نے اقبالیات کے موضوع پر تین زبردست مقالات لکھے جن میں "تاویلاتِ اقبال"، "اقبال کا تصورِ ذاتِ باری" اور "اقبال کے روحانی افکار" شامل ہیں۔ محمد عبداللہ قریشی کی سربراہی میں "ادبی دنیا" اقبالیات کے فروغ میں مزید فعال ثابت ہوا۔ اب "ادبی دنیا" میں اقبال پر مقالات، مضامین، خطوط، شاعری، تحقیق و تنقید کے علاوہ اقبال پر لکھی جانے والی کتب پر باقائدگی سے تبصرے چھپتے۔ ۱۹۷۰ء کے شمارے میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی تخلیق "حکمتِ اقبال" پر نصیر احمد ناصر کا تبصرہ قابل توجہ ہے۔ ادبی دنیا" نے اقبال نمبر بھی شائع کیے جن میں ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۲ء کے نمبر اہمیت کے حامل ہیں۔ ۱۹۷۰ء کے نمبر میں محمد عبداللہ قریشی نے "اک شروع مسلمانی ایک حزب مسلمانی " تاج سعید نے "اقبال نے گیت انوکھے گائے (دوھے)" علامہ کے خطوط چند غیر مطبوعہ اور نایاب خطوط، ڈاکٹر حمید اللہ نے "دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور" چوہدری محمد حسین مرحوم نے "زبورِ عجم" سید سرفراز جوہر نے "جو کر گیا افشاء زمانے بھر میں راز کن فکاں" پروفیسر محی الدین نے "شیخ احمد رفاعی اور اقبال" وفا راشدی نے "اقبال اور بنگالی" اور اکبر کاظمی نے "شاعر مشرق کے حضور" جیسے مقالات تحریر کیے۔ ۱۹۷۲ء کے اقبال نمبر میں مدیر ادبی دنیا لکھتے ہیں کہا قبال کی عظمت سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اقبال کو اپنی زندگی میں ایک زندہ اور متحرک قوت کے طور پر تسلیم کریں۔(۳) اس نمبر میں بشیر احمد ڈار، سر عبدالقادر مرحوم، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد یوسف خان، ابراہیم ڈار، محمد عبداللہ قریشی، اختر علی، حزیں لدھیانوی، محمود رضوی، سلیم اختر اور آصف ثاقب جیسے اقبال شناسوں نے مقالات و مضامین تحریر کیے۔ "ماہ نو" سید وقار عظیم کی ادارت میں ۱۹۴۸ء میں کراچی سے جاری ہوا۔ اس پرچے کے ذریعے "انشایئے، سفرنامے، طنز و مزاح اور تنقیدی و تحقیقی" مضامین پیش کیے گئے۔ اس کی بڑی عطا ہر سال فروری کے مہینے غالب پر اور اپریل کے مہینے میں اقبال پر مضامین پیش کیے جاتے، ان دو عظیم شعرا کی صد سالہ تقریبات پر "غالب نمبر" اور "اقبال نمبر" پیش کیے گئے۔ شورش کاشمیری کا ہفت روزہ "چٹان" جنوری ۱۹۴۸ء میں جاری ہوا۔ گو اس کا اساسی موضوع سیاست ہے لیکن اس نے ادب کو سماج کے ایک مؤثر وسیلے کے طور پر قبول کیا۔ ہر سال اپریل میں "اقبال نمبر" کی اشاعت اس کی نمایاں خصوصیت تھی۔ شورش نے خود بھی اقبال کی تفہیم و تعبیر کے لیے متعدد مضامین لکھے اور ان میں بیشتر "چٹان" کے صفحات پر ہی شائع ہوے۔ چناچہ "چٹان" میں اقبالیات کا ایک نادر

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

ذخیرہ جمع ہے اور بعض مضامین کی نوعیت تو خاصی نزاعی نظر آتی ہے۔ چوہدری محمد حسین کا مقالہ "اقبال کا مخاطب عجم ہی کیوں تھا؟" عبد القادر کا "فکر اقبال کا ارتقاء" مولانا غلام رسول مہر کا "اقبال اور ہمارے جدید شعراء" ابو سعید بزمی کا "اقبال اور اسلام" اور شورش کاشمیری کا مقالہ "کلام اقبال کی دقتیں" "چٹان" کی اقبال شناسی کی بہترین مثالیں ہیں۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں ہفت روزہ "قندیل" کا اجراء لاہور سے ہوا۔ ڈاکٹر انور سدید کے بقول "قندیل" میں اقبالیات کو ایک اہم موضوع کی حیثیت حاصل رہی ہے۔[۴] مولانا ماہر القادری کے ادبی، مذہبی اور سیاسی پرچے "فاران" میں بھی اقبال پر تحریریں چھپتی رہیں۔ کراچی سے شائع ہونے والے "قومی زبان" میں بھی تواتر سے اقبال پر مقالات و مضامین چھپتے رہے۔ اپریل ۱۹۵۰ء میں لاہور سے "اقدام" کا اجراء ہوا۔ اس میں ہر سال اپریل میں اقبال نمبر شائع کیا جاتا۔ اقبال کو منظوم خراج عقیدت پیش کرنے کے علاوہ فکر و فن پر بھی مضامین پیش کیے جاتے۔ منظوم خراجِ عقیدت پیش کرنے میں خیال امروہوی، ندا بخاری آغا یاسمین، محمد شریف بقا، تبسم رضوانی اور الطاف حسن قریشی کی نظموں کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ سہ ماہی مجلہ "اقبال" لاہور سے ۱۹۵۲ء میں جاری ہوا۔ اس رسالے نے اقبالیات کے متعدد نئے گوشوں کو منور کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس ضمن میں یہ حقیقت بے حد اہم ہے کہ "اقبال" نے اقبالیات پر لکھنے والوں کی اپنی ایک جماعت پیدا کی اور اس جماعت نے اقبالیات کے نہ صرف نئے موضوعات تلاش کیے بلکہ اقبال کی زندگی کی گم شدہ کڑیاں اور ان کے خطوط کی بازیافت میں بھی گراں قدر کام کیا۔ اس سلسلے میں یہاں عباد اللہ فاروقی کے مقالے "علامہ اقبال اور علی قلندر" عبد الغنی نیازی کا "تصوف اور اقبال" محمد فرمان کا "اقبال اور آرٹ" غلام حسین ذوالفقار کا "اقبال اور یٹنل کالج میں" سید عبد الواحد کا "اقبال اور حیدر آباد دکن" محمد عثمان کا "حیات اقبال کا ایک جذباتی دور"، بشیر احمد ڈار کا "فکر اقبال مسئلہ اجتہاد" محمد مظہر الدین صدیقی کا "اقبال کا تصور فقر" خلیفہ عبد الحکیم کا "اقبال کی شاعری میں عشق کا مفہوم" قابلِ ذکر ہیں۔ "اقبال ریویو" میں انگریزی اور اردو دونوں زبانوں کو اہمیت دی گئی۔ "اقبال ریویو" کا مقصد اقبال کی زندگی شاعری اور حکمت کے مطالعہ پر تجزیاتی تشریحی، تحلیلی اور عملی مضامین شائع کرنا تھا۔ اقبال کا بہت سا گم شدہ کلام اور خطوط "اقبال ریویو" میں پہلی دفعہ پیش کیے گئے۔ اقبال پر لکھنے کی روایت کی ترویج میں "ماہنامہ ادب لطیف" نے بھی مثبت کردار ادا کیا۔ جنوری ۱۹۲۲ء میں لاہور سے ہمایوں کا اجراء ہوا۔ اس کے پہلے پرچے کے لیے علامہ اقبال نے ایک تازہ نظم اشاعت کے لیے پیش کی۔ "ہمایوں" میں بھی اقبال پر مضامین کا سلسلہ جاری رہا۔ "سویرا" نے بھی اقبالیات پر لکھنے کی اس روایت کو اپنایا اور موضوعِ اقبال پر مختلف اوقات میں مختلف مضامین اور مقالات چھپتے رہے۔ "نقوشِ"

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

لاہور سے مارچ ۱۹۴۸ء میں محمد طفیل کی ادارت میں جاری ہوا۔ یہ ایک خالص ادبی پرچہ ہے۔ اس میں اقبال پر وقفے وقفے سے تحقیقی و تنقیدی مقالات چھپتے رہے۔ ہفت روزہ "لیل و نہار" کا اجراء لاہور سے ۱۹۵۱ء میں ہوا۔ اس کے مدیر ان فیض احمد فیض اور سبط حسن تھے۔ اس رسالے نے بھی اقبال شناسی کے ضمن میں اہم قردار ادا کیا۔ ماہنامہ "سیارہ" اگست ۱۹۶۲ء لاہور سے جاری ہوا۔ سیارہ کا دوسرا اہم موضوع اقبالیات ہے۔ "سیارہ" نے دوسرے دور میں ستر سے زائد مضامین اس سلسلے میں شائع کیے اور مطالعہ پاکستان کے متعدد گوشوں کو منور کیا۔ جنوری ۱۸۶۶ء میں لاہور سے ڈاکٹر وزیر آغا کی ادارت میں "اوراق" منصۂ شہود پر آیا۔ اقبالیات کے حوالے سے "اوراق" کے دوسرے دور میں "اوراق" جدید نظم نمبر (۱۹۷۷ء) اس کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ اس نمبر کا آغاز اقبال سے کیا گیا۔ اس سلسلے میں وزیر آغا نے اقبال پر جدید نظم نظم نگاری کے بصیرت افروز جائزے لکھے۔ سہ ماہی جریدے "غالب" کا آغاز جنوری ۱۹۷۵ء فیض احمد فیض کی ادارت میں ہوا۔ غالبیات کی طرح اقبالیات بھی رسالہ "غالب" کا ایک اہم موضوع تھا۔ اقبال کے جشن صد سالہ کی رعایت سے مشفق خواجہ اور ڈاکٹر معین الدین عقیل کی معاونت سے ایک رسالہ " غالب" میں "اقبال نمبر" شائع ہوا جو ایسے مضامین پر مشتمل تھا جو اپنے وقت میں ایک خاص اہمیت کے حامل تھے لیکن اب عام لوگوں کی دسترس سے باہر تھے۔

متذکرہ رسائل کے علاوہ بے شمار رسائل و جرائد ایسے ہیں جنہوں نے اقبال کے فکر و فن پر گراں قدر مضامین و مقالات شائع کیے، یہاں پر ان سب کا احاطہ کرنا اس مختصر مقالے پر بار ہو گا۔ رسائل کی اقبال شناسی کے ذکر کو مختصر کرتے ہوئے ہوئے ہم انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد کے ایک ذیلی ادارے "ادارہ تحقیقاتِ اسلامی " کی جانب سے شائع ہونے والے مجلہ " فکر و نظر " کی طرف آتے ہیں۔ مجلہ "فکر و نظر" جس کا قیام ہی فکرِ اقبال کے اغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا تھا، اس نے "اقبال شناسی" میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۶۳ء سے لے کر ہنوز یہ رسالہ فکرِ اقبال کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ اقبال شناسی کے حوالے سے مخصوص موضوعات کو سامنے لانا اس رسالے کا خاص وصف ہے۔ پاکستان میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر نگرانی شائع ہونے والا یہ رسالہ "فکر و نظر" اسلامی افکار کی توضیح و تشریح کے ساتھ ساتھ فکرِ اقبال کے مختلف گوشوں کو منظر عام پر لانے کے حوالے سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔۔ مجلہ " فکر و نظر " کو اردو زبان میں شائع کرنے کے مقاصد کم و بیش وہی تھے جو ادارے کے قیام کے اغراض و مقاصد تھے۔ ان مقاصد کو مدیر مجلہ نے پہلے شمارے کے اداریے میں "شذرات" کے عنوان سے کچھ اس طرح بیان کیا:

دیکھنا یہ مقصود ہے کہ کیا مجلہ "فکر و نظر" علامہ اقبال کے افکار و خیالات کی صحیح ترجمانی کر رہا ہے؟ کیا اس رسالے نے مخصوص قسم کی تحروروں کو جگہ دی ہے؟ کیا اس مجلے نے اپنے لکھنے والوں پر کوئی قید لاگو کی ہے؟ کیا مجلہ "فکر و نظر" نے کسی خاص نظریے کی ترجمانی کی ہے یا یہ غیر جانب دار رہا ہے؟ کیا مجلہ "فکرِ اقبال" ہنوز اپنی شروع والی ڈگر پر قائم ہے یا اس کی پالیسیوں میں کوئی تبدیلی آگئی ہے؟

اقبال شناسی کے حوالے سے مجلہ "فکر و نظر" کی خدمات کا جائزہ لینے سے قبل اس کے پس منظر پر اک نظر ڈالنا ضروری ہے۔ قیام پاکستان کے بعد دیگر کئی اہم امور کے ساتھ یہ مسئلہ بھی زیرِ غور آیا کہ قرآن و سنت کی تعلیمات کو پیش نظر رکھ کر ایک ایسے اسلامی معاشرے کی تشکیل جدید کی جائے جو نہ صرف اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو بلکہ دور جدید کے تقاضوں کو بھی پورا کرتا ہو۔ اس بنیادی اور اہم مقصد کے حصول کے لیے پاکستان کے ۱۹۵۶ء کے آئین میں "ادارہ تحقیقاتِ اسلامی" قائم کرنے پر اتفاق رائے ہوا جس کے نتیجے میں ۱۹۶۰ء میں یہ ادارہ وجود میں آیا اور اس کا مرکز کراچی قرار پایا۔ دیکھیں کے اس ادارے کے قیام کے اسباب اقبال کے ساتھ کیسے جڑے ہوئے ہیں۔ مصورِ پاکستان علامہ محمد اقبالؒ نے قیامِ پاکستان کا تصور پیش کرتے ہوئے ایک ایسے ادارے کی تجویز بھی دی تھی جو اسلام پر تحقیق کرے اور مسلمان معاشرے کی تشکیلِ نو کے لیے تجاویز بھی دے۔ علامہ اقبال اس ادارے کے قیام کی تعمیر کو ناگزیر سمجھتے تھے۔ علامہ اقبال اور مولانا مودودی کے مابین خط و کتابت اسی وجہ سے ہوئی تھی کہ دونوں ایک ادارے کا قیام چاہتے تھے۔ اقبال کے ساتھ ہونے والی گفتگو کے بارے میں مولانا مودودی فرماتے ہیں:

> "علامہ اقبال مرحوم کے ساتھ اس وقت جو گفتگو ہوئی وہ یہی تھی کہ مسلمانوں کے لیے کس نوعیت کے تعمیری کام کی ضرورت ہے؟ اس معاملے میں میرے اور علامہ مرحوم کے خیالات قریب قریب یکساں تھے اور کام کا وہی خاکہ ان کے پیش نظر تھا جو میں نے پیش کیا تھا۔"(۵)

علامہ اقبال زبردست سیاسی بصیرت کے حامل تھے۔ دور اقبال "مغربی علوم و فنون" کے ارتقاء اور ترویج و اشاعت کا دور تھا۔ جس کا رعب و دبدبہ مسلمانوں پر حاوی ہو چکا تھا۔ دوسری طرف ہند جدید تعلیم کی طرف راغب ہو کے سماجی و اقتصادی ترقی کی طرف گامزن ہو چکے تھے۔ مسلمان اپنی سادہ لوحی کے مطابق پس رہے تھے۔ علامہ اقبال نے اپنی سیاسی بصیرت سے مسلمانوں کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے جو نظریاتی اور عملی طور پر

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

اقدام کیے ان کے متعلق قائدِ اعظم نے فرمایا تھا کہ عظیم شاعر اور فلسفی ہو کر بھی وہ کچھ کم عملی سیاستدان نہ تھے۔ وہ ان چند لوگوں میں سے تھے جو ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال جنوبی خطوں پر مشتمل ایک اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے جو تاریخی طور پر مسلمانوں کا وطن ہے۔"(۶)

قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی ریاست کے مقاصد کا تعین کیا گیا تو اس میں خاص طور پر دو دفعات کے ذریعے اس بات پر زور دیا گیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جمہوریت، سماجی انصاف، حریت، رواداری، مساوات کی عملی تعبیرات اور قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی تعلیمات اور اس کے تقاضوں کو موثر پیرائے میں بیان کرنے کے لیے ایک تحقیقی ادارے کا قیام ضروری ہے تاکہ نئے تقاضوں کے پیش نظر اسلامی تعلیمات کی نئی تعبیریں پیش کی جائیں۔ اسلامی مملکت کی تشکیل بنیادی اور صحیح اسلامی خطوط پر کی جا سکے۔ مسلمانوں کے جذبۂ تحقیق و تنقید کو پروان چڑھایا جا سکے۔اس ضمن میں محمد سعود کا یہ بیان ملاحظہ کریں:

> "اسلامی تحقیقات کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعے ایسا اسلامی مواد فراہم کیا جائے جس سے مسلمانوں میں جذبہ تحقیق پیدا کیا جا سکے۔ اسلامی تحقیق مسلمانوں کی عظیم تاریخ کا قابلِ فخر حصہ ہے۔ مسلمان محققین نے صرف تحقیق ہی نہیں کی بلکہ اس تحقیق کو منضبط رکھنے کے لیے اصولِ تحقیق بھی بنائے۔ انہی اصولِ تحقیق کو آج کے دور میں بھی نافذ کیا جا سکتا ہے اور یہ کام اسلامی تحقیق کے اداروں کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتا۔"(۷)

اس ادارے کے قیام کے حوالے سے جو کمیٹی تشکیل دی گئی اس کمیٹی نے بحث و مباحثے اور انتہائی غور و فکر کے بعد اس ادارے کے اغراض مقاصد کو متعین کرتے ہوئے یہ قرارداد پیش کی:

> "یہ ادارہ اسلام اور اس کی تہذیب و ثقافت کے مطالعے سے متعلق میدانوں میں تحقیق کو ترقی دے گا جن میں مسلمانوں نے ماضی میں اپنے آپ کو ممتاز کیا اور جو ان کے لیے آج بھی اہم ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہو گا کہ حقیقی اسلامی اساس پر مسلم سماج کی تشکیل جدید میں معاونت کی جائے۔"(۸)

اس قرارداد کا نسخہ ادارہ تحقیقات اسلامی کی تاریخی گیلری میں بھی آویزاں کیا گیا ہے۔ اس قرارداد پر شرکائے اجلاس کے نام اور ان کے دستخط بھی موجود ہیں۔ اس طرح اس ادارے نے باقاعدہ طور پر اپنے کام کا آغاز کر دیا۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

دستورِ پاکستان کی دفعات، ادارے کے مقاصد اور مجلہ "فکر و نظر" کو جب مدِ نظر رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے مقاصد اور مجلہ "فکر و نظر" میں پاکستانی معاشرے کی تشکیل جدید کا جو تصور ہے وہ اقبال کے "Reconstrutions of Religious thoughts in Islam" سے اخذ کیا گیا تھا۔ اقبال ایک ایسے مفکر تھے جنھیں مشرق و معرب کی تہذیبوں کا گہرا شعور اور ادراک تھا۔ اقبال کی فکری سطح اس بات کا گہرا ادراک رکھتی تھی کہ اسلامی فکر کوئی ٹھوس یا رُکی ہوئی، ٹھہری ہوئی، منجمند یا اپنے دائرے میں محدود ہونے والی فکر کی حامل نہیں ہے۔ لہٰذا اقبال کے نزدیک ضرورت اس امر کی تھی کہ نئے دور کے تقاضوں کے مطابق نئے سرے سے غور کیا جائے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اور مجلہ "فکر و نظر" انھی مقاصد اور عوامل کو لے کر آگے بڑھا۔ مجلے نے اپنے تحقیقی منصوبے اور ترجیحات متعین کیں۔ اسی سلسلے میں مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی نے ماہ وار اور سہ ماہی بنیادوں پر عربی، بنگالی، سندھی، اردو اور انگریزی زبانوں میں تحقیقی اور فکری مجلات شائع کرنے شروع کیے۔ انھیں رسائل و جرائد میں "فکر و نظر" کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مجلہ "فکر و نظر" کی تحقیق کے نتیجے میں جو ادب منظر عام پر آیا اس سے ذہنوں میں تازگی پیدا ہوئی۔ ٹھہراؤ اور جمود ختم ہوا۔ دورِ جدید کے حوالے سے نئے اسلامی افکار سامنے آئے۔ نئی فکری جہتیں کھل کر سامنے آئیں۔ قدیم کو جدید رنگ میں پیش کیا گیا۔

مجلہ "فکر و نظر" کے اربابِ عقد و حل کے پیش نظر یہ امر بھی تھا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے جو کارہائے نمایاں سر انجام دیے تھے وہ دورِ حاضر میں مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ کی سی حیثیت رکھتے ہیں مگر مسلمانوں نے جسمانی غلامی سے تو پاکستان کے حصول کی صورت میں نجات حاصل کر لی ہے مگر ذہنی طور پر وہ ابھی تک غلام ہیں۔ اسی وجہ سے وہ ذلت اور پستی کی گہرائیوں میں جا گرے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ جدید علوم سے ناواقفیت ہے۔ حالاں کہ یہ جدید علوم قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی سائنسی کاوشوں ہی کا نتیجہ ہیں لہٰذا یہ امر بھی ان کے ملحوظ خاطر رہا کہ ماضی کے مسلمانوں کے سائنسی عروج کو دوبارہ منظرِ عام پر لایا جائے۔ اگر مسلمان دوبارہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر لیتے ہیں تو انھیں ترقی کی راہوں پر گامزن ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ مجلہ "فکر و نظر" کے اربابِ اختیار اس بات کی اہمیت سے بھی واقف تھے کہ ملت اسلامیہ کو شریعت اسلامی کے حوالے سے مناسب تربیت دی جائے تاکہ جن لوگوں میں تحقیق کی صلاحیت موجود ہے وہ اس مقصد کو سر انجام دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علماء، دانشور اور محققین وطن کو ایسا پلیٹ فارم مل جائے جہاں وہ اپنی آراء، اپنے خیالات بلا خوف و خطر اور بغیر ذاتی بغض و عناد کے دوسروں تک پہنچا سکیں۔

یہ سوال کہ کیا مجلہ "فکر و نظر" کوئی مخصوص قسم کی تحریریں شامل کرتا ہے؟ کیا مجلہ صرف اسلامی عقاید و نظریات پر مشتمل تحریریں لگاتا ہے؟ اس سلسلے میں جب مجلہ "فکر و نظر کے تمام شماروں کو کھنگالا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ مجلہ ہر قسم کے تعصبات سے پاک ہے۔ اس مجلے کا طرہ امتیاز ہی یہ ہے کہ وہ ہر مکتبہ فکر کے حامل افراد کی نگارشات کو جگہ دیتا ہے بلکہ مجلہ کی طرف سے یہ بیان بھی نشر ہوتا ہے: "ضروری نہیں ادارہ یا مجلہ ان آراء سے متفق ہو۔" یہ فقرہ اس بات کی دلیل ہے کہ مجلہ "فکر و نظر" آزادی رائے پر شروع دن ہی سے یقین رکھتا ہے۔ اس طرح ایک صحت مند اختلاف رائے پروان چڑھتا ہے۔ مجلہ یہ واضح کرتا ہے کہ فکر و نظر اسلامی حدود کے اندر اظہارِ رائے کا حامی ہے اور خاص موضوعات پر اہل علم تحریروں کا خیر مقدم کرتا ہے۔

مجلہ "فکر و نظر" اسلام آباد، اقبالیات کے حوالے سے متعدد مضامین و مقالات کو شائع کر چکا ہے۔ یہ مضامین و مقالات اپنے موضوعات کے لحاظ سے جس قدر اہم اور دقیق ہیں اسی قدر ان کے مضمون نگار اور مقالہ نگار اپنی علمی و تحقیقی شان کے حوالے سے خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اس ضمن میں مجلہ فکر و نظر کی اقبال شناسی کی اہمیت سے کسی طور پر بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مجلہ "فکر و نظر" کی تاریخ اور خدمات کے عمیق مطالعے سے معلوم پڑتا ہے کہ مدیران مجلہ اس کے اعلیٰ معیار پر کبھی سمجھوتہ نہیں کرتے۔

مجلہ "فکر و نظر" ۱۹۸۴ء تک ماہنامہ کے طور پر شائع ہوتا رہا۔ جولائی ۱۹۸۷ء میں اس مجلے کو ماہنامہ سے سہ ماہی میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس وقت اس کی ادارت جناب محمود احمد غازی کے پاس تھی۔ اور جناب ساجد الرحمان اس کے نائب مدیر تھے۔ ۲۰۱۹ء میں اعلیٰ تعلیمی کمیشن کی جانب سے اسے "X" کیٹگری کا اعزاز املا، اس سے پہلے یہ "Y" کیٹگری میں فعال کرتا تھا۔ مجلہ "فکر و نظر" کے پہلے شمارے میں کسی مدیر کا نام درج نہیں البتہ مدیر مسئول میں ابو سعید بزمی انصاری کا نام درج ہے۔ مجلہ کے ابتدائی مدیر قدرت اللہ فاطمی کے نزدیک پہلا شمارہ جناب مولانا عمر احمد عثمانی نے مرتب کیا تھا۔ وہ کسی جگہ ملازم تھے اس لیے انھوں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔[۹] ان کے برعکس جناب احمد خان کے نزدیک اس پہلے شمارے کا مدیر "ادارہ" خود ہی ہے۔[۱۰] تاہم بعد کے مدیران میں ابو سعید عبد الرحمان طاہر، شرف الدین اصلاحی، امین اللہ وثیر، رشید احمد جالندھری، صاحب زادہ ساجد، خورشید احمد ندیم، افتخار الحسن میاں اور سہیل حسن کے نام اہم ہیں۔ "فکر و نظر" کے موجودہ مدیر جناب سید متین احمد شاہ ہیں۔

مجلہ "فکر و نظر" کی خدمات کو بہتر انداز میں جانچنے کے لیے اسے مختلف ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا دور مجلے کے آغاز یعنی ۱۹۶۳ء سے لے کر ۱۹۷۸ء تک ہے۔ یہ دور اس لیے قائم کیا گیا کہ احمد خان نے "فکر و نظر کے

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

پندرہ سال" کے عنوان سے مجلے کے ابتدائی پندرہ سالوں کا اشاریہ مرتب کیا ہے۔ اپنی تحقیق میں پہلا دور انھی پندرہ سالوں کا قائم کر لیا ہے۔ ان پندرہ سالوں میں اقبال کے فکر و فن پر ۱۷ مضامین شائع ہوئے۔ ان میں زیادہ تر تعداد ایسے مضامین کی ہے جن میں فکرِ اقبال کے ساتھ ساتھ فکرِ اسلامی کی ترویج بھی ہوئی ہے۔ چودھری شیر محمد خان اپنے مضمون "اجتہاد اقبال کی نظر میں "لکھتے ہیں کہ اگر اسلام کی نشاۃِ ثانیہ حقیقت ہے تو پھر ہمیں بھی ترکوں کی طرح اپنی ذہنی وراثت کو نئی اقدار میں ڈھالنا پڑے گا۔[۱۱] اس دور کے مضامین زیادہ تر ایسے لوگوں کے لکھے ہوئے ہیں جو اقبال کی فکر سے آگاہ تھے۔ ان کے اندر اقبالیات کی ایک خاص لگن تھی۔ انھوں نے اقبال کو ایک عظیم شاعر اور مفکر کے طور پر پیش کیا۔ انھوں نے بتایا کہ اقبال کی شاعری کی وجہ شہرت میں جہاں فنی محاسن، نادر تشبیہات و استعارات، گہری اور بلیغ علامات، الفاظ کی سلاست و روانی اور محاورات کی مٹھاس اور نشست و برخاست نے ان کے کلام کو حسین بنا دیا ہے وہیں اس سے کہیں زیادہ فکر کی گہرائی، فلسفہ انسانیت کی رفعت و بلندی، عمل و حرکت کی دعوتِ مسلسل اور سکون و ثبات سے تنبیہ و اجتناب نے انھیں دنیا کے عظیم شعراء اور مفکرین میں نمایاں کر دیا ہے۔ اس دور میں محمد مظہر الدین صدیقی کا مضمون "اقبال اور مسئلہ اجتہاد" فضل احمد شمسی کا مضمون "افکارِ پریشاں، شرف الدین اصلاحی کا مضمون "اقبال اور تعلیم " رحیم بخش شاہین کا مضمون "اقبال اور اسلامی ثقافت"، رشید احمد جالندھری کا مضمون "اقبال اور علما"، وحید اختر کا مضمون" اقبال اور مشرقی فکر" اور سید عبد اللہ کا مضمون "اقبال اور معراج النبی ﷺ" بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے علاوہ اس دور کے لکھنے والوں میں محمد حنیف شاہد، رفیع الدین ہاشمی، صدیق جاوید اور افتخار احمد صدیقی کے نام اہم ہیں۔

دوسرا دور ۱۹۷۸ء سے ۱۹۹۳ء تک ہے۔ ان پندرہ سالوں میں اقبال شناسی کے حوالے سے صرف ۲۷ مضامین شائع ہوئے۔ یوں کہہ سکتے ہیں کہ وقت کے ساتھ ساتھ اقبال پر لکھنے والوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی۔ کیا اقبال ایک اہم موضوع نہیں رہا تھا یا مدیران کی دلچسپی اقبالیات سے ہٹ گئی تھی؟ اس سلسلے میں مدیران سے گفتگو کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ مجلہ نے اپنی ترجیحات نہیں بدلیں بلکہ اقبال پر لکھنے والوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اس بات کا ایک بین ثبوت یہ ہے کہ اس وقت کے مدیر مظہر الدین صدیقی کی نگرانی میں ۱۹۷۹ء میں اقبال نمبر شائع ہوا۔ اس خصوصی نمبر میں آمریت اور استبداد کے خلاف "اقبال کا فکرِ جہاد" از ڈاکٹر محمد ریاض، "علامہ اقبال نشاطِ ثانیہ کا علم بردار" از ممتاز لیاقت، اور "اقبال اور مسلم لیگ" از آغا حسین ہمدانی جیسے مضامین شامل ہیں۔ اس شمارے کے اداریے میں اقبال کے جماعت اور ملت کے تصور کو واضح کرتے ہوئے اقبال کے فلسفہ قوت اور

منطق کی آمیزش کے تصورات کو دوبارہ اجاگر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مجموعی طور پر اس دور میں بھی اچھے مضامین لکھے گئے۔ محمد ایوب شاہد کا مضمون "اقبال اور محنت کش" بہت شاندار ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر معاشرے کو خوش حال دیکھنا ہے تو پھر ہمیں اقبال کی طرح محنتی اور جفاکش لوگوں کو معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی تسلیم کرنا ہوگا۔(۱۲) اس دور میں عبدالودود کا مضمون "اقبال اور تعمیر سیرت" رفیع الدین ہاشمی کا مضمون "اقبال اور احیائے اسلام" محمد ریاض کا مضمون "اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی" قاضی جاوید حسین کا مضمون "اقبال کا نظریہ زمان و مکاں" بختیار احمد صدیقی کا مضمون "اقبال اور مقاصدِ تعلیم" اور سید علی رضا نقوی کا مضمون "عظمتِ انسانی اقبال کی نظر میں" بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اقبال پر لکھنے والوں میں بڑے ناموں کے ساتھ شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے سابق صدور کے نام بھی نمایاں ہیں۔ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد، ایوان اقبال لاہور اور کئی معروف اداروں سے وابستہ محققین و مصنفین کے نام بھی اس فہرست کو ذوقِ نمو اور درخشندگی بخش رہے ہیں۔

تیسرا دور ۱۹۹۳ء تا حال ہے۔ یہ دور پندرہ سالوں سے زیادہ ہے لیکن اقبالیات پر مضامین کی اشاعت کے حوالے سے پہلے دونوں ادوار کی نسبت کم اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں فکرِ اقبال پر بہت ہی کم مضامین شائع ہوئے ہیں جو کہ مدیرانِ فکر و نظر کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اس دور میں ایوب صابر کا مضمون "اقبال اور قدیم و جدید کی کشمکش"، ڈاکٹر خالد علوی کا مضمون "اقبال اور حدیث"، طالب حسین سیال کا مضمون "اقبال کا تصورِ عمل اور دعا" محمد ریاض کا مضمون "وسطی ایشیا اور اقبال" محمد ارشد کا مضمون "علامہ اقبال اور علامہ محمد اسد کے افکار کا ایک مطالعہ" اور عبدالرؤف رفیقی کا مضمون "علامہ اقبال کا سفر افغانستان" خاص توجہ کا حامل ہے۔

مجلہ "فکرِ اقبال" نے اقبال کے افکار و نظریات کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے شعبہ ادارت سے وابستہ نام دنیائے علم و تحقیق و ادبی حلقوں کے جانے پہچانے ہیں۔ اس مجلے کے موضوعات انتہائی علمی، تحقیقی اور سنجیدہ ہوتے ہیں۔ خالص اسلامی منہاج اور عصرِ جدید کے حوالے سے درپیش علمی و فکری مسائل پر تحقیق سے اس مجلہ کا دامن بھرا ہوا ہے۔ اس مجلہ نے ابتدا ہی سے اجتہاد اور فقہ اسلامی کو اپنا خاص موضوع بنا رکھا ہے۔ جدید معاشرتی و اقتصادی مسائل سے سنجیدگی اور اعلیٰ انداز میں بحث کرنا بھی اس مجلہ کا شیوہ رہا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے موضوعات دعوت علم و ہنر دے رہے ہوں اور وہاں فکرِ اقبال کا تذکرہ نہ ہو؟ لہٰذا اقبال فہمی کے سلسلے میں اس مجلے کا کردار نمایاں ہے۔ مجلہ فکر و نظر میں شائع ہونے والے اقبال شناسی کے حوالے سے موضوعات

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

مضامین کو اگر ترتیب دیا جائے تو انھیں اقبال کا نظام فکر، توحید، خودی، سیرت و عشقِ رسول ﷺ، زمان و مکان اور عظمتِ انسانی، مذہب و احیائے اسلام، اقتصادیات، تعلیم و تربیت و تعمیرِ سیرت، علوم و فنون اور فلسفہ شاعری، وطن ملت اور اساسِ پاکستان، فقہ و اجتہاد اور نظام حرکت، خطبات اقبال اور پیغام اقبال، اقبال اور عصرِ جدید، اقبال اور شخصیات، اقبال اور تضادِ فکر و عمل جیسے موضوعات کے تحت پرکھا جا سکتا ہے جہاں اقبال شناسی کے نامور ماہرین مصنفین اور مقالہ نگاروں کے نام اپنی تابانی دکھا رہے ہیں۔

حوالہ جات

(۱) کامران رشید، "نیرنگ خیال"، شمارہ دسمبر، راولپنڈی: ۱۹۷۳ء، ص۲۹

(۲) صلاح الدین احمد، "ادبی دنیا"، لاہور: ۱۹۵۲ء، ص۴۸

(۳) محمد عبداللہ قریشی، "ادبی دنیا"، شمارہ ۴۲ اقبال نمبر، لاہور: ۱۹۷۲ء، ص۳

(۴) انور سدید، ڈاکٹر "پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ" اسلام آباد: اکامی ادبیات، ۱۹۹۲ء، ص۱۴۹

(۵) ابوالاعلیٰ مودودی، اقبال میرا روحانی سہارا تھا، مجلہ "فکر و نظر"، جلد: ۱۵، شمارہ: ۵۔۶، نومبر دسمبر، ۱۹۷۷ء (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی) ص: ۱۰۹

(۶) Syed Sharifuddin Pirzada, Evolution of Pakistan (Lahore: The All Parties Legal Decisions,

(۷) محمد سعود، صدورِ سابق، "فکر و نظر"، (مئی ۱۹۷۶ء) ص: ۱۳: ۱۱

(۸) محمد خالد مسعود، صدرِ سابق، ادارہ تحقیقات اسلامی کے اغراض و مقاصد، تاریخی و تحقیقی جائزہ، "فکر و نظر" اسلام آباد، ۱۳: ۱۱ (مئی، ۱۹۷۶ء)، ص: ۹۶۲

(۹) قدرت اللہ فاطمی، انٹرویو، بسلسلہ، مجلہ فکر و نظر کا پہلا مدیر، بمقام ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، ۱۹۹۷ء

(۱۰) احمد خان، "فکر و نظر کے پندرہ سال، جولائی ۱۹۶۳ء جون ۱۹۷۸ء ایک تفصیلی اشاریہ" ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد ۱۹۷۹ء ص: ۹

(۱۱) چودھری شیر محمد خان، اجتہاد اقبال کی نظر میں، مجلہ "فکر و نظر" ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد ص: ۶۱

(۱۲) محمد ایوب شاہد، اقبال اور محنت کش، مجلہ "فکر و نظر" ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد اپریل، مئی ۱۹۷۹ء ص: ۱۰۱